وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

حَدِیثُ الضَرِیرِ کا جائزہ

جمع و ترتیب:
ابوالقاسم محمد عثمان ابن عبدالرشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث اعمی حدیث وسیلہ

مقدمہ

الحمد للہ وکفی والصلاۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی أما بعد:

اس حدیث کو سمجھنے کے لئے اس حدیث کے تمام طرق کو دیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے اس لئے ہم اللہ کی توفیق سے یہاں اسکے تمام طرق کا جائزہ لے گئے۔

اس روایت کے موضوع پر عموما جنہوں نے بھی لکھا ہے، بحمد اللہ وہ میری نظر میں ہے بعض سے ہم نے استفادہ بھی کیا ہے اور بعض جگہ اختلاف بھی ہو تو اسکو بغیر کسی کے نام کے ذکر کر کے اپنا موقف نقل کر دیا اس موضوع پر شیخ محترم انور شاہ راشدی صاحب نے بھی لکھا ہے لیکن ان کے اور میرے مقالہ میں کافی فرق ہو گا ان شاء اللہ گر کہیں فائدہ کے طور پر کچھ نقل کر دیں تو اس سے ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں ہے باقی غلطیوں سے کوئی محفوظ نہیں۔ اللہ ہی ہمارا مددگار ہے

ابو القاسم محمد عثمان ابن عبد الرشید

حدثنا : محمود بن غيلان ، حدثنا : عثمان بن عمر ، حدثنا : شعبة ، عن أبي جعفر ، عن عمارة بن خزيمة بن ثابت ، عن عثمان بن حنيف : أن رجلاً ضرير البصر أتى النبی (ص) فقال : إدع الله أن يعافيني قال : إن شئت دعوت وإن شئت صبرت فهو خير لك قال : فإدعه قال : فأمره أن يتوضأ فيحسن وضوءه ويدعو بهذا الدعاء اللهم إنی أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبی الرحمة إني توجهت بك إلى ربي فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فشفعه فی

ایک نابینا صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ اسکی بینائی واپس کردے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو میں تمھارے لئے دعا کروں اور اگر چاہو تو دعا کو موخر کردو اور یہ تمھارے لئے بھتر ہو گا" وفی روایۃ اور اگر صبر سے کام لو تو یہ تمھارے لئے بھتر ہے. تو سائل نے دعا کی فرمائش کردی تو آپ ﷺ نے اس سے کھا اچھی طرح وضو کرو اور پھر دو رکعت نماز ادا کر اور یہ دعا کرو.

(ترمذی وغیرہ التوسل از البانی ص ۱۷,تا ۷۴, مجموع فتاوی الشیخ ابن العثیمین ج ۲ ص ۳۳۸,۱۵۰.)

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق جب صحابی رسول نے عمل کیا تو اسکی بینائی واپس آگئی.

(ترمذی وغیرہ التوسل از البانی ص ۱۷,تا ۷۴, مجموع فتاوی الشیخ ابن العثیمین ج ۲ ص ۳۳۸,۱۵۰.)

اس روایت سے دعا کی مشروعیت کا پتا چلتا ہے اور مومن شخص سے دعا کروانا جائز ہونے کا معلوم ہوتا ہے جو کہ ایک مشروع طریقہ ہے لیکن اس سے ذات کے وسیلہ کا مشروع ہونا معلوم نھیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز کا جواز ہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ علماء نے اس روایت کو دلائل النبوۃ یا معجزات النبوی میں ذکر کیا ہے.

(تفصیل کیلئے دیکھیں تحفہ الاحوذی للمبارکپوری ۱۰ / ۲۵, فیض القدیر شرح الجامع الصغیر للمناوی ۲/ ۱۷۰, دلائل النبوۃ للبیھقی ۶/ ۱۶۶, مختصر الفتاوی المصریہ لابن تیمیہ ص ۱۹۴, فتح الباری ۲/ ۴۹۷, مجموع الفتاوی ۱/ ۲۸۴, ۲۸۵ نیز قاعدہ جلیلۃ لابن تیمیہ.)

بعض حضرات نے اس سے ذات کو بطور وسیلہ کی مشروعیت پر دلیل بنایا کہ اسکے بعض طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابی رسول کا فھیم بھی ذات کا ہی تھا.
تو ہم ان شاء اللہ ان روایات کو دیکھیں گے اللہ ہی ہمارا مددگار ہے.
اسکی روایت کی سندیوں بیان ھوئی:-

"عن ابی جعفر الخطمی قال سمعت عمارۃ بن خزیمہ بن ثابت عن عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ"
اس روایت کو حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے عمارۃ بن خزیمہ جو کہ "ثقہ" ہیں.
(تقریب ۴۸۴۴.)

عمارۃ بن خزیمہ سے ناقل ابو جعفر ہیں انکے تعین میں اختلاف ہے ہم ان شاء اللہ آگے جا کر اس پر گفتگو کریں گے

ابو جعفر سے چار راویوں نے اس روایت کو بیان کیا ہے.

۱. امام شعبہ

۲. حماد بن سلمہ

۳. هشام الدستوائی

۴. روح بن القاسم

۱. طرق امام شعبہ

انکے متعلق حافظ ابن حجر نے "ثقہ حافظ متقن" کہا ہے. (تقریب ۲۷۹۰.)
امام شعبہ سے متعدد راویوں نے نقل کیا ہے.

۱. محمد بن جعفر غندر

"ثقہ من اثبت الناس فی حدیث شعبہ."

(تقریب ۵۷۸۷, تهذیب الکمال ج ۵ ص ۲۵, سیر ج ۷ ص ۱۰۲ ۱. جرح وتعدیل ج ۱ ص ۲۷۰.)

انکی روایت کو امام حاکم نے (مستدرک ج ۱ ص ۵۱۹.) میں ذکر کیا ہے.

۲. روح بن عبادہ "ثقہ فاضل" (تقریب ۱۹۲۶.)

انکی روایت (مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸ ح ۱۶۷۹۰.) میں ہے.

۳. عثمان بن فارس "ثقہ" (تقریب ۱۹۶۲.)

انکی روایت ترمذی ۳۵۷۸ و احمد وغیرہ میں ہے.
نوٹ: مذکورہ روایت میں عثمان سے نقل کرنے والے امام ترمذی ہیں انھوں نے انکی روایت کو اپنی جامع میں بیان کیا.

طبرانی میں ایک راوی **"ادریس بن جعفر العطار"** نے بھی عثمان سے یوں نقل کیا

"عن عثمان عن شعبہ عن ابی جعفر عن ابی امامہ بن سهل بن حنیف عن عمہ..."

(طبرانی ۹/۳۰.) یہ سند منکر وضعیف جدا ہیں.

اسکی علت ادریس بن جعفر العطار ہے جو کہ ایک متروک راوی ہے.

(سوالات للحاکم ص ۱۰۶, میزان ج ۱ ص ۱۷ ۳, لسان ج ۱ ص ۳۳۲.)

اور امام ترمذی کے بیان کے بھی خلاف ہے.

۴. یحیی بن سعید القطان "ثقہ متقن حافظ امام قدوة" (تقریب ۷۵۵۷.)

انکی روایت العلل ابن ابی حاتم ج ۲ ص ۱۷۵ رقم ۱۹۳۱. میں ہے.

۵. عثمان بن عمرو القرشی "فیہ ضعف" (تقریب ۴۵۰۶.)

انکی روایت مستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۱۹ پر ہے.

ان سب روایوں نے امام شعبہ سے ایک ہی متن ذکر کیا ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں.

اعتراض :

امام طبرانی نے معجم الصغیر ج ا ص ۱۸۳ ح ۵۰۸. میں کہا ہے کہ اس روایت میں عثمان کا تفرد ہے.

جواب:

اصل میں یہاں عثمان کا کوئی تفرد نہیں جیسا کہ ابھی ایک جماعت کا ذکر ہو چکا ہے جنہوں نے امام شعبہ سے روایت میں عثمان کی متابعت کی ہے اور پھر امام شعبہ سے ناقل غندر بھی ہیں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے امام طبرانی کا رد ان الفاظ میں کیا:

"وطبرانی ذکر تفرد بمبلغ علمه ولم تبلغه روایته روح بن عبادة عن شعبه وذلک اسناد صحیح بیین انه لم یتفرد عثمان بن عمر."(قاعدہ جلیلہ ص ۱۹۵.)

امام شعبہ سے مروی طرق کو بہت سے علماء نے صحیح یا حسن کہا ہے.

امام ترمذی نے حسن صحیح (سنن ۳۵۷۸.)

ابواسحاق صحیح (ابن ماجہ ۱۳۷۵.)

ابوزرعہ صحیح (العلل ج ۲ ص ۱۵۷۵)

شیخ الاسلام صحیح سند کما تقدم صحیحہ ابن خزیمہ ۱۱۵۲

قال حاکم فی مستدرک صحیح اسناد و شرط بخاری و وفقہ ذہبی.

فائدہ :

احمد رضا خان صاحب کہتے ہیں کہ "حاکم کی کتاب مستدرک پر ذہبی کی تلخیص دیکھنے کے بعد اعتماد کیا جائے." (فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۵۴۶.)

امام ابن عساکر حسن (الاربعین البلدانیہ ح ۲۴.)

بیہقی سند صحیح (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۷.)

اسکے علاوہ بھی علماء نے اس روایت کی تصحیح و تحسین کی ہے جیسا کہ ع علامہ البانی وغیرہ.

۲:-طرق حماد بن سلمہ:-

ثقہ عابد:(تقریب ۱۴۹۹.)

ان پر اختلاط کا الزام بھی ہے بعض اسکو مختلط بتاتے ہیں اور بعض اسکی حدیث کو صحیح کہتے ہیں حماد سے تین راویوں نے نقل کیا ہے.

ا.مومل بن اسماعیل:-

ابن حبان ذکر فی الثقات و قال ربما خطا ج ۹ ص ۱۸۷.

اسکی روایت مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸ پر موجود ہے.

۲. مسلم بن ابراھیم:-

"ثقہ مامون عمی باخرۃ" (تقریب ۶۶۱۶.)

اسکی روایت ابن ابی خیثمہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے. (قاعدہ جلیلہ ص ۲۱۵ رقم ۵۴۷.)

۳. حبان بن ھلال:-

ثقہ ثبت (تقریب ۱۰۶۹.)

اسکی روایت امام نسائی نے سنن الکبری ج ۶ ص ۱۶۸ ح ۱۰۴۹۴ پر نقل کی ہے.

شیخ سلیم نے حماد سے مروی سند کو حسن بتایا ہے. (عجالہ الراغب ج ۲ ص ۷۰۹.)

حماد بن سلمہ سے مومل بن اسماعیل اور حبان بن ہلال ل نے ایک ہی روایت نقل کی ہے جبکہ مسلم بن ابراھیم نے روایت بیان کرتے ہوئے زیادتی کی ہے روایت میں الفاظ کا اضافہ کیا ہے.

"وان کانت حاجه فافعل مثل ذلك"

شیخ سلیم نے بتایا ہے کہ یہ زیادتی حماد بن سلمہ کی ہے لہذا یہ الفاظ زیادت ثقہ کی وجہ سے شاذ ہیں.

(عجالہ الراغب ایضا.)

اصل میں ان الفاظ کا اختلاف حماد کے شاگردوں میں ہے ان الفاظ کو صرف مسلم نے بیان کیا ہے مومل اور حبان ان الفاظ کو بیان نھیں کرتے مسلم گو ثقہ ھے آخری عمر میں نابینا بھی ھو گے تھے مسلم کے متعلق علماء کے اقوال کو دیکھے. "ثقہ الامام مامون حافظہ ثقہ وعمی باخرہ"

(تھذیب ابن حجر ج ۱۰ ص ۱۱۰, تقریب ج ۶ ص ۸۸, السیر ج ۱۰ ص ۳۲۹. وغیرہ)

اسکے مقابلہ میں حبان بن ہلال کو

"جلیل ثقہ، ثقہ ثبت, امام الحافظ الحجه, الیہ المنتهی فی التثبت بالبصرہ, ثقہ ثبتا حجه"

(تھذیب ج ۲ ص ۱۷۰, تقریب ۱۰۶۹, السیر ج ۱۰ ص ۲۳۹, ترمذی ح ۳۱۵.) کہا گیا ہے.

اور یہ معلوم ہے کہ "الیہ المنتهی فی التثبت بالبصرہ" کے الفاظ تعدیل کے سب سے اعلی درجہ میں شمار ہوتے ہیں. (تدریب الروی ج ۱ ص ۳۴۳, ۳۴۵.)

اصول الحدیث کی روسے یہاں ثقہ کی زیادتی ہے اور ثقہ کی زیادت اوثق کے خلاف ہو تو شاذ ہوتی ہے لہذا مومل اور حبان جب اس لفظ کو بیان نہیں کرتے جو کہ مسلم سے زیادہ ثقہ ہے تو ترجیح حبان کی روایت کو ہو گی اور انکی روایت محفوظ ہو گی ہماری بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بیہقی نے امام شعبہ کے طرق سے روایت بیان کرنے کے بعد بتایا کے حماد بن سلمہ بھی شعبہ کی طرح ہی روایت بیان کرتا ہے.

"و كذلك رواه حماد بن سلمه عن ابی جعفر الخطمی"

(دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۷.)

واللہ اعلم مقصد یہ تھا کہ یہاں حماد کو زیادتی کی وجہ بتانا صحیح نہیں واللہ اعلم.

۳:-طرق ھشام الدھستوائی:-

"ثقه ثبت وقد رمی بالقدر"(تقریب ۷۲۹۹.)

ہشام سے انکے بیٹے معاذ بن ہشام روایت کرتے ہیں اور یہ صدوق ربما وہم ہے.(تقریب ۶۷۴۲.)

انکی روایت عمل الیوم للنسائی ۶۶۰ ص ۴۱۹,الکبری للنسائی ج ۶ ص ۱۶۹,ح ۱۰۴۹۶ تاریخ الکبیر للبخاری ج ۶ ص ۲۱۰ مختصراً میں موجود ہے.

انکی روایت:"عن ابی جعفر عن ابی امامه بن سهل بن حنیف عن عمه ان اعمی اتی النبی ﷺ فقال یارسول الله ادع الله ان ایکشف لی عن بصری قال اوادعك قال یارسول انه شق علی ذهب بصری قال فانطلق النبی صلی محمد الرحمه یامحمد انی اتوجه بك الی ربك ان یكشف لی بصری شفعه فی وشفعنی فی نفسی فرجع وقد كشف له عن بصره."

اسکی سند کو شیخ سلیم نے حسن لذاتہ بتایاہے.(عجالہ الراغب ج ۲ ص ۷۰۸.)

اس روایت سے معلوم ہوتاہے کہ یہ ہم معنی روایت ہے اور ایسا اختلاف روایت بالمعنی سے ہو جاتاہے اور یہ مضر نہیں نیز یہ روایت معجزات سے ہے کما تقدم۔ لیکن یہ سند حماد بن سلمہ و شعبہ کے متابع نہیں صرف متن ہی متابع ہے یہ صرف سند کے اعتبار سے روح بن القاسم کے متابع ہے ان شاءاللہ آگے بیان ھوگا.

امام ابن تیمیہ نے امام بیہقی سے نقل کیاہے کہ ہشام کی مذکورہ روایت بیان کردہ سند سے یہ متن مروی نہیں ہے.

انکے الفاظ ہیں:"ولم یذکر اسناد هذه الطریق"

(قاعده جلیله ص ۲۰۸ رقم ۵۳۷ محقق ربیع بن المدخلی وقال والامر کما قال شیخ الاسلام. وفی ص ۱۵۲ محقق شعیب الارناوط.)

یعنی یہ سند جس کو ہشام بیان کرتاہے وہ تو سند روح بن القاسم کی ہے جبکہ متن امام شعبہ کاہے, معلوم یہ ہوتاہے کہ اس ہی وجہ سے امام ابن تیمیہ نے اسکی سند کو غریب بتلایاہے ان کے الفاظ ہیں:

"ورواه ایضا من حدیث شعبه وحماد کلاهما عن ابی جعفر عن عمارة بن خزیمه ولم یروه احد من هئولاه لا الترمذی ولا نسائی ولا ابن ماجه من تلك الطریق الغریبه التی فیها الزیادة طریق شبیب بن سعید عن روح بن القاسم"

(قاعده جلیله ص ۲۰۹ رقم ۵۳۸)

ہماری بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام طبرانی نے بھی معجم الصغیر حدیث ۵۰۸ میں کہاہے کہ روح بن شبیب کے علاوہ کوئی بھی اس روایت کو نقل نہیں کرتا:

"لم یروه عن روح بن القاسم الا شبیب بن سعید ابو سعید المکی"

۴۔ طرق روح بن القاسم:-

"ثقہ حافظ" ان سے دو راویوں نے بیان کیا ہے۔

۱۔ عون بن عمارہ:- "ضعیف" (تقریب ۵۲۲۴۔)

اسکی روایت حاکم ج ۱ ص ۵۲۶ پر ہے۔

شیخ سلیم نے عجالہ الراغب تخریج ابن السنی میں اس راوی کو متابعت و شواہد میں لا باس بہ بتایا ہے۔

۲۔ شبیب بن سعید:- "لا باس بحدیثہ" (تقریب ۲۷۳۸۔)

اسکی روایت حاکم ج ۱ ص ۵۲۶، بیہقی ابن سنی وغیرہ میں ہے۔

۱۔ عون بن عمارۃ:- عون بن عمارۃ نے روح بن القاسم سے دو طرح سند کو نقل کیا:

قال حاکم:

"اخبرنا حمزہ بن العباس العقبی ببغداد ثنا العباس الدوری ثنا عون بن عمارۃ البصری ثنا روح بن القاسم عن ابی امامہ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر انی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ علمنی دعا ادعو بہ یرد اللہ علی بصری فقال لہ اللھم انی اسالك و اتوجہ الیك بنبیك نبی الرحمہ یا محمد انی قد توجھت بك الی ربی اللھم شفعہ فی وشفعنی فی نفسی فدعا بھذا الدعاء فقامہ وقد البصر۔"

یہ روایت امام شعبہ کی معنوی متابعت ہے عون تک سند حسن ہے اس میں حمزۃ بن العباس "الشیخ العالم الصدوق" ہے۔ (سیر اعلام ج ۱۵ ص ۵۱۶۔)

اور اسکا استاد العباس الدوری بھی ثقہ صدوق حافظ ثبت ہیں اور ابن معین کے خاص شاگرد ہیں۔

(تھذیب لابن حجر ج ۵ ص ۱۲۹۔)

اور العباس کے استاد عون بن عمارۃ ہیں جنکو بعض نے ضعیف اور بعض نے سخت جرح بھی کی ہے زکریا ساجی نے اسکو صدوق فیہ غفلہ یھم بتایا امام بخاری نے تعرف و تنکر بتایا ہے۔

(تھذیب لابن حجر ج ۸ ص ۱۷۳، تقریب ۵۲۲۴، الضعفاء للعقیلی ج ۳ ص ۳۲۸، المغنی ۴۷۷۷۔)

اور طاہر مقدسی نے بتایا کہ یہ کثیر الغلط تھا اسلئے احتجاج نہیں۔

(معرفہ تذکرۃ ۱۰۷۸، نیز الضعفاء لابن الجوزی الکنی للذھبی ۵۴۶۵۔)

یہ بیان ہو چکا ہے کہ شیخ سلیم اسکو متابعت و شواہد میں لا باس بہ کہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح بن القاسم نے بھی متن میں امام شعبہ کی متابعت کی ہے عون اگرچہ ضعیف ہے لیکن اسکا متابع خود شبیب بن سعید بھی ہے آگے بیان ہوگا اللہ کی توفیق سے۔

عون بن عمارۃ کی دوسری سند

"عن روح بن القاسم از محمد بن المنکدر از جابر بر عبداللہ رضی اللہ عنہ..."
(الدعاء للطبرانی ج ۲ ص ۱۲۸۷، ح ۱۰۵۰.)

امام طبرانی نے اسکو نقل کرنے کے بعد کہا کے اس میں عون سے وھم فاحش ہوا ہے لیکن عون سے جس سند سے امام طبرانی نے نقل کیا ہے وہ " الحسین بن اسحاق از عباس الددوری از عون بن عمارۃ " ہے اور دوسری طرف عباس نقل کرنے والے حمزہ بن العباس ہیں جنہوں نے ابی جعفر الخطمی عن ابی امامہ بن سھل بن حنیف نقل کیا ہے.

بلکہ اسکا متابع احمد بن یحیٰ بن زہیر نے بھی عباس سے عون عن روح عن ابی جعفر الخطمی عن ابی امامہ بن سھل بن حنیف،ہی نقل کیا ہے.
(المجروحین لابن حبان ج ۲ ص ۱۲۸.)

اسلئے یہاں اصول الحدیث کی رو سے وہم عون سے نہیں بلکہ الحسین بن اسحاق شیوخ طبرانی سے ہوا ہے واللہ اعلم. صحیح وہ ہی ہے جو امام حاکم نے نقل کیا ہے.

۲. شبیب بن سعید:-

شبیب بن سعید بقول حافظ لابن حجر لاباس بہ ہے شبیب سے تین راویوں نے نقل کیا:

۱۔عبداللہ بن وھب:-

اسکی روایت شبیب سے ضعیف ہوتی ہے تفصیل کیلئے دیکھیں التوسل از علامہ البانی ص ۱۹۳،تا۱۹۵.
اسکی روایت طبرانی الصغیر ج ۱ ص ۱۸۳، والکبیر ج ۹ ص ۳۰، ۸۳۱۱ میں ان الفاظ کے ساتھ ہے.

"حدثنا: طاهر بن عیسی بن قیرس المصری المقرء، ثنا: أصبغ بن الفرج، ثنا: بن وهب، عن أبی سعید المکی، عن روح بن القاسم، عن أبی جعفر الخطمی المدنی، عن أبی أمامة بن سهل بن حنیف، عن عمه عثمان بن حنیف: أن رجل کان یختلف إلی عثمان بن عفان (ر) فی حاجة له فکان عثمان لا یلتفت إلیه ولا ینظر فی حاجته فلقی بن حنیف فشکی ذلك إلیه فقال له عثمان بن حنیف: إئت المیضأة فتوضأ ثم إئت المسجد فصلی فیه رکعتین ثم قل:
اللهم إنی أسألك وأتوجه إلیك بنبینا محمد ﷺ نبی الرحمة یا محمد إنی أتوجه بك إلی ربی فتقضی لی حاجتی، وتذکر حاجتك ورح حتی أروح معك فإنطلق الرجل فصنع ما قال له ثم أتی باب عثمان بن عفان (ر) فجاء البواب حتی أخذ بیده فأدخله علی عثمان بن عفان (ر) فأجلسه معه علی الطنفسة فقال: حاجتك فذکر حاجته وقضاها له ثم قال له: ما ذکرت حاجتك حتی کان الساعة وقال: ما کانت لك من حاجة فأذکرها ثم أن الرجل خرمن عنده فلقی عثمان بن حنیف فقال له: جزاك الله خیراً ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت إلی حتی کلمته فی فقال عثمان بن حنیف:

والله ما كلمته ولكني شهدت رسول الله ﷺ وأتاه ضرير فشكى إليه ذهاب بصره فقال له النبي ﷺ : فتصبر فقال : يا رسول الله ليس لي قائد وقد شق علي فقال النبي (ص) : إئت الميضأة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم إدع بهذه الدعوات قال بن حنيف : فو الله ما تفرقنا وطال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كأنه لم يكن به ضر قط"

عبد اللہ بن وھب سے بھی بعض نے اس اضافہ کو بیان کیا اور بعض نے نہیں اسکی تفصیل یہ ہے:

عبد اللہ بن وھب سے چار راویوں نے بیان کیا ہے:

۱. اصبغ بن الفرج:-

ثقہ ہے اسکی روایت طبرانی الصغیر ۵۰۹ میں ہے۔اس نے قصہ موقوف روایت کیا ہے.

اور اس کی سند عبد اللہ بن وھب تک صحیح ہے امام طبرانی کے استاد طاہر بن عیسی البصری کو بعض نے مجہول بتایا ہے.

حالانکہ یہ صدوق راوی ہے اسکو ابن ماکولا نے ثقہ بتایا ہے دیکھیں شیوخ طبرانی ۵۰۵.

تاریخ ابن عساکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرفوع بھی مروی ہے ابن عساکر نے اس کے مختصر ہونے کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا معلوم ہوتا ہے اس روایت کی سند سے مروی روایت میں بھی تردد تھا واللہ اعلم ورنہ ابن عساکر ضرورت اسکو بیان کرتے. (تاریخ دمشق ج ۵۸ ص ۳۷۵ .)

۲. احمد بن عیسی:-

صدوق تكلم في بعض سماعاته قال خطيب بلا حجه۔(تقریب).

اس نے بھی قصہ موقوف روایت کیا ہے.

اسکی روایت معرفہ صحابہ ابو نعیم (ج ۴ ص ۱۹۵۹ رقم ۴۹۲۹) پر ہے.

۳. عبد المتعال بن طالب:-

ثقہ ہے الھدی الساری ۴۲۱.

اسکی روایت تاریخ الکبیر لبخاری (ج ۶ ص ۲۱۰) میں ہے۔اور یہ عبد اللہ بن وھب سے موقوف روایت نہیں کرتا یعنی مرفوع ہی نقل کرتا ہے اسکا متن یونس کی روایت کے تحت آرہا ہے.

۴. یونس بن عبد الاعلی:-

یونس بن عبد الاعلی بھی اس زیادتی کو بیان نہیں کرتا. اسکی روایت کتاب العلل لابن ابی حاتم (ج ۲ ص ۱۹۰ رقم ۲۰۶۴) پر ہے. اور یہ راوی یونس بن عبد الاعلی هو الصدفی المصری ثقہ راوی ہے.

امام ابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلی از عبد اللہ بن وھب سے مروی روایت کا متن ذکر نہیں کیا اس کو امام صاحب نے ہشام الدستوائی کی روایت کے مثل بتایا ہے.

"مثل حديث هشام الدستوئي ،شبع متنا".

یہ معلوم ہے کہ ہشام کی روایت میں قصہ موقف موجود نہیں ہے بلکہ صرف مرفوع ہی قصہ بیان کیا ہے ہشام نے. جیسا کہ ذکر ہوا امام بیہقی، ابن تیمیہ اور امام طبرانی کے حوالے سے کہ ہشام سے یہ متن مروی نہیں ہے یہ متن مروی نہیں ہے یہ متن یعنی قصہ زیادت صرف اور صرف شبیب بیان کرتا ہے اور کوئی بیان نہیں کرتا.

امام ابن ابی حاتم کا "اشبع متنا" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو روایت مرفوع آئی ہے اسکے اکثر الفاظ کی تفصیل ہے. جو موقف ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے. اس بات کے دلائل یہ ہیں.

۱. اگر امام ابن ابی حاتم کی مراد اس سے موقف قصہ کی ہوتی تو امام ابن ابی حاتم اس کو تفصیل سے پوری ذکر کرتے اس کا مختصر ذکر نہ کرتے ان الفاظ میں "اشبع متنا".

۲. ابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلی عن ابن وھب کے طرق روح بن القاسم کو ہشام کے متابعت پیش کیا جو کہ امام شعبہ کی سند میں مخالفت تھی اگر تو متن میں مخالفت ہوتی اور اس میں قصہ موقف موجود ہوتا تو ان پر بھی امام صاحب تنبیہ ضرور کرتے اور پھر ترجیح دیتے کہ بھئی ہشام وضیرہ کی سند یہ ہے اور متن موقف ہے اور پھر ترجیح دیتے حالانکہ موصف نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ امام صاحب نے ہشام و روح کو متابع بنا کر شعبہ کے مخالف قرار دیا. لہذا اگر متن کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ متابعت ہی صحیح نہیں رہتی اور اگر سند کو مد نظر رکھا جائے اور متن کو بھی مرفوع مانا جائے تو یہ متابعت صحیح معلوم ہوتی ہے.

۳. ان باتوں کی زبردست تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ یونس بن عبد الاعلی کی روایت کو ابن قانع نے **معجم الصحابہ** (ج ۲ ص ۲۵۸) پر ذکر کیا ہے اور اس متن میں بھی صرف مرفوع روایت ہی ہے موقف نہیں ہے. بلکہ ابن قانع نے پہلے امام شعبہ والا طرق نقل کیا یعنی مرفوع روایت پھر امام ابن قانع نے عبد اللہ بن وھب سے روایت نقل کر کے بتایا کہ یہ حدیث اُپر والی حدیث کی طرح ہے.

ان کے الفاظ ہیں:-

"حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، نا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، نا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ خُزَيْمَةَ يُحَدِّثُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنْ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللَّهَ» قَالَ: ادْعُ اللَّهَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ إِلَى رَبِّكَ بِكَ فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِيَقْضِيَ لِي، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ» قَالَ: فَقَامَ، وَقَدْ أَبْصَرَ حَدَّثَنَا الْمَعْمَرِيُّ، نا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، نا ابْنُ وَهْبٍ، نا شَبِيبُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَاهُ ضَرِيرٌ، فَقَالَ لَهُ: «ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ»

"ثُمَّ ذَكَرَ نَحوَ هَذَا الحَدِيثِ"

۴. یہ کہ ہشام کی روایت اور عبداللہ کی بروایت یونس روایت دونوں کو ابن ابی حاتم کا ایک کہنا یہ بتاتا ہے کہ اس میں زیادتی موجود نہیں واللہ اعلم.
اس بحث سے معلوم ہو کہ عبداللہ بن وہب عن شبیب بن سعید سے چار روایت نقل کرتے ہیں جن میں دو صدوق قسم کے راوی ہیں اور دو ثقہ ہیں ثقہ عبداللہ بن وہب سے موقف کو نقل نہیں کرتے صدوق راوی اس کو نقل نہیں کرتے ہیں جیسے احمد بن شبیب سے نقل میں اختلاف ہے بعض اس کو موقف نعض اس کو مرفوع نقل کرتے ہیں ایسے ہیں عبداللہ بن وہب سے نقل میں اختلاف ہے.

اسماعیل بن شبیب بن سعید:

اس راوی کو ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف صاحب معرفہ علوم الحدیث نے، امام نسائی سے کا متروک ہونا نقل کیا. (مسنون اذکار ص ۱۱۰.)
جب کہ سلیم نے بتایا کہ میں اس کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں سخت تلاش کے بعد بھی اس کو تلاش کر سکا.
"ولم اجد له ترجمه ولم اعرفه بعد بحث شديد."(عجاله الراغب ج ۲ ص ۷۰۷.)
اس کی روایت دلائل النبوۃ للبیہقی ج ٦ ص ١٦٨ ، ١٦٧ میں موجود ہے.
اس کی روایت موقف ہے.
اسماعیل بن شبیب کا تعارف پیش خدمت ہے.
دلائل النبوۃ للبیہقی میں جو امام بیہقی نے سند ذکر کی ہے جس میں اسماعیل ہے پہلے وہ دیکھیں.
"قال امام بیہقی اخبرنا ابو سعید عبدالملك بن ابی عثمان الزاهد انبانا الامام ابو بكر محمد بن علی بن اسماعیل الشاشی القفال قال ابو عروبه حدثنا العباس بن الفرج حدثنا اسماعیل بن شبیب حدثنا ابی عن روح بن القاسم..."
یہ ہے وہ سند جس میں اسماعیل کا ذکر موجود ہے اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا اسماعیل مذکورہ متروک ہے اگر متروک ہے تو پھر تو یہ متابعت عبداللہ بن وہب کی ثابت نہیں ہوتی. اور اگر یہ مجھول ہے تو مجھول کی روایت متابعت میں چل جاتی ہے.
اصل میں مذکورہ اسماعیل نہ تو مجھول ہے نہ ہی متروک ہے.
بلکہ یہ راوی اصل میں احمد بن شبیب ہی ہے یہ کوئی اور نہیں احمد بن شبیب ہی ہے کسی رواى کے وہم کی وجہ سے احمد بن شبیب اسماعیل بن گیا.
اسکی دلیل یہ ہے کہ ابو عروبہ سے نقل کرنے والے ابو بکر محمد بن علی بن اسماعیل الشاشی القفال ہیں اور ایک راوی ابن السنی ہیں.
انہوں نے بھی ابو عروبہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے.

"اخبرنی ابو عروبه قال حدثنا العباس بن الفرج الریاشی والحسن بن یحیی الرزی قال حدثنا احمد بن شبیب بن سعید ثنا ابی..." (ابن السنی ۶۲۹.)

اب دونوں سندیں ایک ہی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو عروبہ سے نقل کرنے میں یا تو ابو بکر کو وھم ھوا یہ ابو سعید کو وھم ہوا ہے.

دوسری دلیل یہ ہے کہ اسماعیل ایک سخت مجہول ہے اسکی سوائے اس مذکورہ راویت کے کوئی اور روایت یہی نہیں ہے شیخ سلیم کا بیان بھی اسکی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شدید بحث کے بعد میں اسکا ترجمہ نھیں ملا.

لہذا قراینہ یہ ہے کہ یہاں راوی کے وہم کی وجہ سے احمد بن شبیب کی جگہ اسماعیل بن شبیب لکھا گیا اگر کاتب کی غلطی نہیں ہے تو واللہ اعلم.

مذکور روایت کو احمد بن شبیب بن سعید نے اپنے والد سے روایت کیا. اور احمد صدوق ہے. (تقریب ۴۶.)

اسکی روایت حاکم ج ۱ ص ۵۲۶, الترغیب فی الدعاء لعبدالغنی المقدسی ۶۱, بحوالہ الشاملہ, مشیخہ ابی یوسف بن سفیان الفسوی ص ۹۴, رقم ۱۱۳, طدار لعامہ وغیرہ میں موجود ہے.

احمد بن شبیب بن سعید کا ذکر کردہ متن میں قصہ موقوف بھی شامل ہے. اسکا متن ملاحظہ فرمائیں:

"قال بیہقی اخبرنا ابن شاذان ابو علی انبانا عبداللہ بن جعفر درستویہ حدثنا یعقوب بن سفیان حدثنا احمد بن شبیب بن سعید عن ابی شبیب بن سعید..."

"ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں انکے پاس آیا کرتا تھا لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہ اس کی طرف توجہ کرتے اور نہ شکایت پر کان دھرتے اس شخص نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو انہوں نے کہا وضو خانہ میں جا کر وضو کرو اور مسجد نبوی میں دو رکعت نماز پڑھو اور یہ دعا کرو".

"اللھم انی اسالك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمه یا محمد انی اتوجه بك الی ربك...لتقضی حاجتی."

"اے اللہ تجھ سے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے سوال کرتا ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو آپ کے رب کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ آپ میری حاجت پوری فرمادیں"

یہ دعا پڑھ کر اپنی حاجت کا ذکر کرنا تو اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر گیا ہی تھا کہ دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گے اور انکے پاس بیٹھا دیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا اپنی حاجت بیان کرو اس نے بیان کی تو آپ نے پوری کردی اور کہا جو بھی ضرورت ہو کہنا. وہ شخص وہاں سے اٹھ کر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے حضرت عثمان تو میری طرف رخ نہ کرتے تھے, لیکن جب آپ نے ان سے گفتگو کی تو متوجہ ہوئے ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے کھا بخدا میں نے تو ان سے کوئی بات نہ کی, لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ آپ کے پاس ایک اندھا آیا اور اپنے اندھے پن کی شکایت کی پھر پوری حدیث نابینا والی ذکر کردی."

یہ وہ روایت ہے جو وسیلہ کے موضوع پر بیان کی جاتی ہے یہ معلوم ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے التوسل میں بتلایاہے کہ اس روایت کی سند میں ابن وھب ہے جو شبیب سے روایت میں منکر ہے کما تقدم تو اسکے جواب میں بعض نے کہا کہ ہماری پیش کردہ روایت میں ابن وھب نہیں ہے بلکہ احمد بن شبیب ہے انکی روایت بقول حافظ کے لاباس بہ ہوتی ہے انظر (تقریب ۲۷۳۹).

تو عرض ہے کہ بخاری میں اسکی روایت جو ہے وہ ابن وھب سے نہیں ہے بلکہ احمد عن شبیب عن یونس کے واسطہ سے ہیں تفصیل کے لئے (ھدی الساری ص ۴۰۹) دیکھیں. اس روایت پر علما نے سند و متن پر کلام کیا ہے.

پھلااعتراض:-

محدث سھسوانی رحمہ اللہ نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ اسکی سند میں روح بن صلاح ہے جو کہ ضعیف ہے اسلئے روایت ضعیف ہے. (صیانہ الانسان ص ۱۲۳).

علامہ عبیدالرحمن مبارکپوری صاحب کہتے ہیں کہ یہاں "بلاشبہ علامہ سے تسامح ہو گیا ہے عفا اللہ عنی و عنہ" (فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری ج ۱ ص ۴۵ ط دار الابلاغ.)

دوسرااعتراض:-

علامہ البانی نے جو اعتراض کیا ہے وہ معروف ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے.

متن پر اعتراض-:

شیخ نسیب الرفاعی صاحب نے ایک کتاب "التوصل الی حقیقہ التوسل" کے نام سے لکھی ہے جسکا اردو ترجمہ مختار احمد ندوی صاحب کے قلم سے "مشروع و ممنوع وسیلہ کی حقیقت" کے نام سے ہوا ہے.

شیخ نسیب صاحب اپنی کتاب (التوصل الی حقیقہ التوسل ص ۲۴۲) میں اس روایت کے متن پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اس حدیث کے الفاظ پر غور کیجئے تو پورا متن ہی الفاظ کی بناوٹ اور افکار و معانی کی سجاوٹ سے آراستہ ہے اور حقیقت و سچائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں گویا حضرت عثمان اتنے بد خلق ہیں کہ مسلمانوں کے حالات اور اور انکی ضرورت سے انکو کوئی دلچسپی نہیں لوگ ان سے بار بار ملنے جاتے اور وہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے لوگ انکی بد خلقی اور سخت گیری سے تنگ آکر انکو متوجہ کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں تب کہیں جاکر وہ سنتے اور نرم پڑتے ہیں (نعوذ باللہ من ذلك).

(التوصل الی حقیقہ مترجم ص ۲۴۱).

اصول فقہ میں ہے کہ جب چیز ظاہر پر ہو تو اسپر قیاس کرکے اسکو رد نہیں کیا جاسکتا اور اس اعتراض کے جواب میں کوئی قیاس کرکے تاویل بھی نہیں کی جاسکتی مزید شیخ کہتے ہیں "یہ حدیث کسی اعتبار سے بھی صحیح نہیں، اسکا موضوع ہونا اظھر من الشمس ہے." انتھی اگر کوئی یہ کہے کے کوئی مجبوری ہو گی تو عرض ہے کے اسکے متن پر بڑا

واضح ہے اگر ایسا ہوتا تو روایت میں اسکو بیان کیا جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہے نیز اس روایت کو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ خود بیان نہیں کرتے بلکہ کسی مجہول شخص سے ذکر کرتے ہیں شیخ انور شاہ راشدی صاحب نے اسکا ذکر کیا ہے۔
اس روایت کے متن پر مزید بحث کیلئے شائقین حضرات دیکھیں التوصل الی حقیقه, التوسل البانی ص ۷۰,۷۷,
کشف المتواری ص ٦٦ ,تا ۸۱,

سند پر اعتراض:-

شیخ الاسلام امام ابن تیمیه

امام صاحب نے اس روایت پر قاعدہ الجلیلہ میں کلام کیا اور بتایا کے اس روایت شبیب بن سعید کا وہم ہے۔
(قاعدہ الجلیله ص ۲۱۳، مجموع الفتاوی ابن تیمیه ج۱ص ۲٦۸۔)
شبیب کا روح بن القاسم سے نقل کرنے میں تفرد ہے۔
کیونکہ احمد بن شبیب بن سعید سے چار راویوں نے بیان کیا ہے۔
قابل غور بات ہے کے امام حاکم کے مستدرک میں تساہل کے باوجود امام حاکم اس زیادتی کو اپنی مستدرک میں ذکر ہی نہیں کرتے فتدبر۔!
امام حاکم بغیر قصه مرفوع روایت تو نقل کرتے ہیں لیکن قصہ موقوف کو نقل نہیں کرتے۔
امام حاکم مستدرک میں روایت لائیں ہیں
"أخبرنا: أبو محمد عبد العزيز بن عبد الرحمن بن سهل الدباس بمكة من أصل كتابه، ثنا: أبو عبد الله بن على بن زيد الصائغ، ثنا: أحمد بن شبيب بن سعيد الحبطى، حدثنى: أبى، عن روح بن القاسم، عن أبى جعفر المدنى وهو الخطمى، عن أبى أمامة: سمعت رسول الله وجاءه رجل ضرير فشكا إليه ذهاب بصره فقال: يا رسول الله ليس لى قائد وقد شق على فقال رسول الله: إئت الميضاة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم قل: اللهم إنى أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبى الرحمة يا محمد إنى أتوجه بك إلى ربك فيجلى لى عن بصرى اللهم شفعه فى وشفعنى فى نفسى، قال عثمان فو الله ما تفرقنا ولا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل وكأنه لم يكن به ضر قط ......
هذا حديث صحيح على شرط البخارى ولم يخرجاه، "(مستدرک حدیث ۱۹۳۰)۔
اسکی سند معتبر ہے: احمد بن شبیب سے پہلے ناقل کا بیان ہو گیا جو کہ شعبہ کی طرح ہی ہے۔ دوسرے اور تیسرے راوی کا بیان ابن السنی نے نقل کیا ہے۔
"اخبرنی ابو عروبه قال حدثنا العباس بن الفرج الریاشی و الحسن بن یحیی الرزی قال حدثنا احمد بن شبیب بن سعید ثنا ابی..." (عمل الیوم رقم ٦۲۹)۔
یہ روایت بھی بغیر اضافہ کے ہے یعنی شعبہ کی طرح ہی ہے۔
اول ذکر سند میں امام حاکم کے استاد ابو محمد ہیں جن سے امام حاکم نے متعدد مقامات پر روایات لی اور اسکی تصحیح کی اور

علامہ ذہبی نے موافقت کی ہے صاحب شیوخ حاکم نے بتایا کہ اسکا ترجمہ معلوم نہیں اور حاکم کی بات قابل اعتماد نہیں وہ متساہل ہیں. (الروض الباسم ج ۱ ص ۵۶۹، رقم ۴۵۲. رجال حاکم ج ۲ ص ۱۶ رقم ۹۱۴).

فائدہ:-

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"...(امام حاکم) کی اکیلی توثیق پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا الا یہ کہ راوی ان کے شیوخ، شیوخ الشیوخ یا اس طبقے سے ہو جو اپنی روایتوں کے ساتھ بہت مشہور تھے." (اضواء المصابیح ص ۲۴۰ حدیث ۱۷۸).

امام بیہقی نے بھی امام حاکم کے اس استاد سے مروی روایت کی سند کو صحیح کہا ہے.

(السنن الکبری کتاب الصلاہ الخوف باب العدو یکون وجاہ القبلہ رقم ۵۸۸۶. ص ۲۵۷).

لہذا یہ راوی حسن الحدیث ہے واللہ اعلم.... ابو عبداللہ بن علی ثقہ صدوق ہے.

(شذارت الذہب ج۲ص ۲۰۹، سیر اعلام ۱۳/ ۴۲۸ وغیرہ).

ثانی ذکر سند میں ابو عروبہ ثقہ ہے اور العباس بن الفرج الریاشی بھی ثقہ ہے.

(تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۱۳۸ وغیرہ).

اسکا متابع الحسن بن یحیی الرزی ہے اس راوی میں اختلاف ہے شیخ سلیم الہلالی نے جس نسخہ کی تخریج کی ہے اس میں الحسن بن یحیی الرزی ہے لیکن موصوف نے حاشیہ میں الحسن کا ایک نسخہ میں الحسین ہونے کا بتایا اور ایک نسخہ جو شیخ عبدالرحمن کوثر البرنی کی تحقیق سے دار الارقم بن الارقم لبنان بیروت سے شائع ہوا ہے اس میں الحسین بن یحیی الثوری ہے دیکھیں. (عمل الیوم ص ۳۸۰ ح ۶۲۸).

راجح الحسن بن یحیی الرزی ہی ہے.

شیخ علی حسن جو کے شیخ البانی کے شاگرد ہیں، نے اس روایت پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ:

"احمد بن شبیب بن سعید سے تین راویوں نے مرفوع حدیث یعنی بغیر قصہ موقوف روایت کے کیا ہے وہ العباس بن الفرج، الحسین بن یحیی الثوری، محمد بن علی بن زید ہیں لیکن صرف قصہ موقوف کو امام فسوی نے نقل کیا ہے یوں ایک جماعت کی امام فسوی نے مخالفت کی ہے اور جماعت کی کثرت ترجیح کا موجب ہوتی ہے کما قال علامہ ذیلعی حنفی فی نصب الرایہ ج ا ص ۶۸. نیز اسکی تائید بھی عون، گو ضعیف ہے لیکن اسکی روایت ضعیف راویوں میں لکھی جائے گی، کے طرق سے ہوتی ہے جسکو امام حاکم نے ذکر کیا ہے نیز اسکی تائید ہشام کے طرق سے بھی ہوتی ہے." تفصیل کیلئے دیکھیں... (کشف المتواری ص ۴۵، ۴۸).

لیکن اس میں بھی نظر ہے.

اول امام فسوی نے اپنی تاریخ میں مرفوع بھی بیہقی وغیرہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے اور امام ابن کثیر نے بھی

اسکوامام فسوی سے بغیر زیادتی کے ہی نقل کیاہو سکتاہے کے امام صاحب بغیر زیادتی یعنی قصہ موقوف کے بغیر والی روایت کوہی امام فسوی سے راجح سمجھتے ہوں کیونکہ ان کی کتاب میں یہ قصہ موقوف موجود نہیں اور وہ اس زیادتی کو صحیح نہیں سمجھتے۔ واللہ اعلم...

(معرفہ وتاریخ للفسوی ج۳ص ۲۷۲، البدایہ والنہایہ ج٦ص ۱۷۰ ط دار الکتب العلمیہ.).

ثانیہ العباس بن الفرج نے بھی اسکو قصہ موقوف کے ساتھ ذکر کیاہے.

جیساکہ اسماعیل بن شبیب کے تعین میں بیان ہواہے.

حاصل یہ کہ دوراوی الحسین یاالحسن اور ابو عبداللہ بن علی اس زیادتی کواحمد بن شبیب بن سعید سے نقل نہیں کرتے اور دوراوی امام فسوی اور العباس بن الفرج اس زیادتی کو بیان کرتے ہیں. واللہ اعلم...

<u>نوٹ:-</u>

بعض حضرات نے امام فسوی کواحمد بن شبیب بن سعید اور ابن وھب کا متابع بنادیا.!!!!

حالانکہ امام فسوی توخودان سے روایت نقل کرتے ہیں۔ جنہوں ایسا کہہ انکووہم ہواہے.

(ارغام المبتدع الغبی بجواز التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الردعلی الالبانی الوبی لعبداللہ لغماری ص ۴ بحوالہ کشف المتواری من تلبیسات الغماری لعلی حسن علی عبدالحمید الحلبی الاثری ط دار ابن الجوزی ص ۳۵.).

اس سے معلوم یہ ہوتاہے کہ احمد کبھی اسکو مرفوع اور کبھی موقوف روایت کرتاہے جیساکے عبداللہ بن وھب کرتاہے لیکن یہ اختلاف شبیب کی طرف سے ہے جیساکے عون اور عبداللہ بن وھب کے بیان سے معلوم ہوتاہے.

لھذااحمد بن شبیب بن سعید اور عبداللہ بن وھب کے بیانات سے معلوم ہو گیاکے شبیب اپنے بیان میں متردد تھااور گرایسااختلاف راوی سے ہو تومحدثین روایت کو قابل قبول نہیں سمجھتے. جسکی تفصیل کتب العلل میں دیکھی جاسکتی ہے.

شبیب بن سعید کے حفظ پر علماء کو کلام ہے.

۱.امام ابن یونس کہتے ہیں:"لہ غرائب" (تاریخ ابن یونس ۲/ ۹۹، رقم: ۲۵۰).

۲.امام ابن بشکوال:

"لہ منکرات، مطروح ألبتة، هو أحد الثلاثة الذین طرحهم الحارث بن مسكين من موطأ ابن وهب وجامعه، ..."(شیوخ ابن وھب ص: ۲۴۲).

۳.علامہ ذھبی:

ثقہ لہ غرائب، صدوق یغرب.(المغنی ۲۷۳٦، میزان ج۳ص ۳٦۱.).

۴.امام خلیل الصفدی:

لہ غرائب.(الوافی بالوافیات ۱٦/ ۵۹.).

۵.حافظ ابن حجر:

فی حفظه شیء.(فتح الباری کتاب الاعتصام ج ۱۳ ص ۲۸۵).

۶.علامه البانی:

ثقہ فی حفظہ ضعف.(التوسل ۹۵، ۹۴).

۷.شیخ سلیم الھلالی:

تکلم فیه سوء حفظه وغلطه.(عجاله الراغب ج ۲ ص ۷۰۶).

نیز صاحب ذخیرہ الحفاظ نے بھی رقم ۲۹۰ پر ابن وھب عن شبیب بن سعید سے مروی روایت کو منکر بتایا یادرہے کے ہم تسلیم کرتے ہیں محدثین نے اسکی توثیق کی ہے لیکن یہاں بتانا مقصود یہ ہے کہ راوی کے حفظ کلام ہے اور یہ راوی ثقہ متکلم فی حسن الحدیث ہو گیا یعنی اس پر جرح ہو ہے اسکا کوئی صاحب عقل انسان انکار نہیں کر سکتا.

خلاصہ یہ کہ شبیب بن سعید گویا ثقہ ہے لیکن حفظ کے اعتبار سے اس میں ضعف ہے۔ تو اس اعتبار سے یہ یہ کہنا مشکل نہیں کہ جیسا کہ شیخ الاسلام نے کہا کے غلطی شبیب کی ہے، اپنی جگہ صحیح ہے کیونکہ شبیب سے کبھی اضافہ بیان ہوا اور کبھی نہیں ہوا.روح بن القاسم نے تو روایت کو صحیح یاد کیا ہے جیسا کے عون بن عمارہ کے طرق سے معلوم ہوتا ہے بلکہ خود احمد بن شبیب بن سعید عن شبیب بن سعید کے طرق سے بھی معلوم ہو گیا ہے کہ روح بن القاسم نے تو اسکو صحیح بیان کیا ہے.

اس سے معلوم ہوتا ہے کے جب شبیب بن سعید نے پہلے پہلے اس روایت کو بیان کرنا شروع کیا تو اس کو اپنی کتاب سے بیان کرتا ہو گا تو اس میں اضافہ نہیں کرتا لیکن بعد میں جب اسکو بیان کرنے لگا تو کتاب کے بغیر روایت کرتا تو اس میں وہم کا شکار ہو کر اضافہ کرنے لگا. نیز علماء کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسکی وہی روایت کو قبول کرتے ہیں جن میں دو شرائط موجود ہوں اول یہ کی شبیب یونس بن یزید الایلی سے روایت کرتا ہو اور پھر اس سے اسکا بیٹا احمد روایت کرتا ہو دوئم یہ کے شبیب بن سعید اس شرط کے ساتھ کتاب سے بھی بیان کرتا ہو ورنہ روایت قبول نہیں.

(تفصیل الکامل ابن عدی ج ۴ ص ۱۳۴۶، میزان ج ۲ ص ۲۶۲، مقدمہ فتح الباری ص ۴۰۹).

اعتراض:-

ابن عدی کا شبیب پر نقد صحیح نہیں ہے جن روایات کی بنا پر شبیب پر ابن عدی نے کلام کیا ہے ان کی متابعت موجودہ ہیں اور کسی محدث نے ابن عدی کی بات کو قبول نہیں کیا متشدد محدثین نے اسکی توثیق کی ہے ابن حجر نے ابن عدی کے کلام کو رد کر دیا اور اس کو ثقہ بتایا ہے.

جواب:-

عرض ہے کہ امام ابن عدی نے الکامل میں دو باتیں کی ہیں.

۱.ایک یہ کے جب یہ حفظہ سے روایت کرتا ہے تو غلطی کرتا ہے.

۲. کتاب سے روایت میں غلطی نہیں کرتا.

اب بات یہ ہے لے جو لوگ یہ کہتے ہیں کے ابن عدی کا نقد صحیح نہیں ہے تو عرض. ہے کے شبیب کی اگر متابعت موجود ہے تو اسکا مطلب یہ ہوا شبیب نے یہ روایات کتاب سے نقل کی ہیں. یا تو روایات تجارت سے پہلے کی ہو گی. ابن عدی نے جب خود ہی دونوں باتیں ذکر کی ہیں تو اعتراض کیسا. دوسری بات ابن عدی کا نقد صحیح ہے اسکی تفصیل یہ ہے کے امام ابن عدی نے شبیب کی تین روایات کو بیان کیا ہے جن کے بارے بتایا گیا کے شبیب ان میں منفرد نہیں ہے انکی متابعت موجود ہے لہذا امام ابن عدی کا نقد صحیح نہیں کما قال شیخ محمود سعید ممدوح فی رفع المنارہ (ص ۵.) ہم ان شاءاللہ شبیب کی متابعت لو دیکھیں گے کیا وہ روایات متابعت بنانے کی صلاحیت رکھتی ہیں بھی یا نہیں اور کیا سچ میں کوئی متابعت بھی ہے کے نہیں اور اگر ہے تو وہ کیسی ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ دیکھیں کے جب کوئی محدث یہ کہتا ہے کے فلاں کا فلاں سے تفرد ہے فلاں کی کوئی متابعت نہیں تو اس سے محدثین کی مراد کیا ہوتی ہے. کیا اس سے مراد فرد نسبی ہوتی ہے یا اس سے فرد مطلق ہوتی ہے یا اس سے مراد یہ ہوتی ہے کے راوی کی شیخ سے بیان کردہ روایت کو کوئی اور دوسرا شاگرد بیان نہی کرتا یا اس سے مراد یہ ہے کے اسکی حقیقت میں کوئی متابعت نہیں یا اس سے مراد یہ ہے کے اسکی کوئی صحیح متابعت موجود نہیں یا ضعیف متابعت تو ہے لیکن وہ ایسی نہیں جو کے روایت کو تقویت دے سکے یا اس سے مراد یہ ہے کے راوی کے بیان کردہ سیاق کا کوئی متابع نہیں.

حافظ ابن حجر اس بارے کہتے ہیں کے تفرد بہ فلاں کا اطلاق فرد نسبی اور فرد مطلق دونوں پر ہوتا ہے کما فی شرح نخبہ الفکر صحفہ۔ ایک جگہ کہتے ہیں کے :

"قد یطلقو تفر لشخص بالحدیث مر ھم بذلک تفر بالسیا لا باصل لحدیث".

(لنکت علی بن لصلا ۲ ,۷۰۷. ۷۰۹)

حافظ النکت میں آگے جا کر کہتے ہیں :

"فلعلہ نما نفی یکو یعر فہ من طریق قویہ لا لطریق لمذ کو لا یخلو حد منھا من مقا".

نیز حافظ الامالی الحلبیہ (ص رقم) پر ایک روایت یحیی بن عثمان از نعیم بن حماد عن سفیان بن عیینہ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

ھذ حدیث غریب خر جہ تر مذ عن بر ھیم بن یعقو عن نعیم بن حما قا لا نعر فہ لا من حدیث نعیم بن حما عن سفیا بن عیینہ قا فی لبا عن بی بی سعید کذ قا للطبر نی نعیما تفر بہ قا لنا شیخنا بو غسحا قا لنا لذھبی لم یر لا نعیم لیس لہ صل لا شا نعیم منکر لحدیث

قلت (حافظ لابن حجر) <u>لعل مر بنفی لا صل تقیید کو نہ من حدیث بی ہریرۃ ھو کذلک ما</u>

نفیہ لشاھد فمتعقب بقو لتر مذ قد قع لی من حدیث بی

اس سے یہ بات سمجھ آجاتی ہے کے اس سے مراد کبھی سیاق کی نفی ہوتی ہے اور کبھی اس سے تقویت کی نفی. ہوتی ہے کبھی اس سے اصل کی نفی ہوتی ہے یعنی نہ اسکا متابع ہی نہ ہی اسکا شاہد ہے. اور اس ہی طرح کبھی اس سے مراد راوی کے شیخ سے مروی روایت کی نفی یعنی کوئی دوسرا شاگرد اسکو بیان نہیں کرتا یا اس سے اسکے مشہور شاگرد اسکو بیان نہیں کرتے حافظ خلیلی ایک روایت سفیان عن ابن المنکدر سے نقل کرتے ہیں اور پھر اسپر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ھذ من حدیث سفیا عن بن لمنکد لا یعر نما لحدیث معر بر یہ عبد اللہ بن بی بکر عن بی لمنکد ھو ضعیف لا یدعلی من یحمل ھذ فعبد لصمد لا یعر بمثل ھذ". (الارشاد ج۳ ص ۷۲۸ رقم ۷۲۷.)

اس ہی طرح جب راوی سے اسکا شاگرد روایت کرنے میں منفرد ہو یعنی کوئی دوسرا شاگرا استاد سے روایت نہ کرتا ہو تب بھی محدثین اس پر تفرد بہ فلاں جیسے الفاظ کا استعمال کرتے تھے اور اگر مشہور شیخ س ء روایت کرنے والا کوئی غیر معروف یعنی شعبہ و ثوری جیسے نہ ہو یا جو کثیر روایت راوی نہ یو تو اسکی روایت کو محدثین منکر گردانتے تھے اسکو قبول نہ کرتے اور اسکو ایک علت سمجھتے تھے.

"قا بن بی حاتم سمعت بی کر حدیثا قر بن تما عن یمن بن نابل عن قدمہ لعامر فقا یت لنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یطو بالبیت یستلم لحجر بمحجنہ سمعت بی یقو لم یر ھذ لحدیث عن یمن لا قر لا محفو ظا ین کا صحا یمن بن نابل عن ھذ لحدیث.؟ (لعلل ۱ ۹ ۶ ۲, قم ۸۸۶.)

یہ مثالیں اس بات پر شاہد ہیں کے تفرد بہ فلاں جیسے الفاظ سے کبھی ایک معنی مراد نہیں ہوتا اس ہی طرح تنبیہ الھاجد الی ماوقع من النظر فی کتب الاماجد میں ابو اسحاق الحوینی صاحب نے اور بھی مثالیں کی ذکر کی ہی. تفصیل تببیہ الھاجد اور موازنہ بین متاخیرین و متقدمین از شیخ حمزۃ لملبیاری میں دیکھ سکتے ہیں یہاں اس موضوع پر گفتگو کرنا مقصد نہیں بلکہ. مقصود یہ ہے کے جب کوئی محدث یہ کہتا ہے کے تفرد بہ فلاں یا لا یروی ھذا الحدیث الا فلاں عن فلاں یا ان جیسے الفاظ تو. ان سے مراد ایک ہی معنی لینا صحیح نہیں ہیں ان چیزوں کو مد نظر رکھنا چاہیے اور یہ ہی وجہ ہے کے تفرد کا حکم لگانا کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ اسکے لئے دقیق نظر کی ضرورت ہے ان سب چیزوں کے لئے تمام طرق بھی مد نظر رکھنے ہوگئے کہ یہاں تفرد سے مراد کیا ہے اور اسے س محدث کی مراد کیا ہے

شبیب بن سعید کی مریا کا جائز:

امام ابن عدی نے پہلی روایت ذکر کی وہ ہی ہے:

" رواہ شبیب بن سعید عن روح بن القاسم عن اب عقیل عن سابق بن ناجیہ عن ابی سلام عن النبی ﷺ".

(الکامل لابن عدی و الدعاء للطبرانی رقم ۳۰۳ ص ۹۳۲۔)

یعنی اس روایت میں شبیب بن سعید کا تفرد ہے بعض حضرات نے اس بارے یہ کہہ دیا کے یہ روایت شبیب کی منکرات میں سے نہیں بلکہ یہ متن جو شبیب ذکر کرتا ہے دوسری سند سے ثابت ہے امام نسائی نے الکبری (۴.) میں **ھشیم عن بلال** کے طرق سے اس متن کو نقل کیا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ امام ابن عدی کی مراد کیا ہے کیا وہ یہاں متن کو منکر سمجھتے ہیں یا سند لو منکر سمجھتے ہیں اور اگر سند میں تفرد ہے تو کس نوعیت کا ہے.

دوسری بات یہ کہ ابن عدی تو شبیب کی منکر روایت لے کر آئے ہیں روح بن القاسم کی منکر نہیں لہذا روح بن القاسم کی متابعت کو **ھشیم عن بلال** کے طرق سے ذکر کرنا ہی مردود ہے متعرض کو چاہیے کے وہ شبیب بن سعید کی متابعت ذکر کرے روح بن القاسم کی متابعت ذکر کرنے کا تو فائدہ ہی نہیں ہے.

تیسری بات یہ کہ اگر کوئی صحیح سند سے شبیب کی متابعت ملتی ہے تو عرض کیا وہ متابعت متن کی ہے یا سند کی، امام ابن عدی نے تو یہاں شبیب کو روح بن القاسم سے سند بیان کرنے میں وہم بتایا ہے متن میں نہیں ابن عدی سند میں بتانا چاہتے ہیں کے شبیب روح سے بیان کرنے میں وہم لا شکار ہو گیا ہے، کیونکہ شبیب ابو سلام تابعی تابعی ہے صحابی نہیں اور اسکو صحابی بتانا شبیب کی غلطی ہے. روح سے اس روایت کو شبیب کے علاوہ کوئی ذکر ہی نہیں کرتا لہذا یہ روایت شبیب کی منکرات میں سے ہے اور یہ قبول نہیں نیز ابن عدی. نے اس روایت پر کوئی نقد نہیں کیا یعنی وہ اسکو ان دو شرطوں کی قبیل سے سمجھتے تھے اس بات کی تائید ابن عدی کی جرح سے ہوتی ہے نیز قابل غور بات یہ ہے کہ جن محدثین نے مذکورہ روایت پر کلام کیا ان میں سے کسی نے بھی روح بن القاسم کو ھشیم کا متابع ذکر ہی نہیں کیا بلکہ شبیب عن روح کی روایت کو اس قابل ہی نہیں سمجھا کے اسکو ہشیم کی متابعت میں پیش کیا جائے یعنی دو شرائط اس میں موجود نہیں ہیں امام ابو حاتم کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ ایسی روایت منکر کی قبیل سے ہوتی ہے جسکو محدثین قبول نہیں کرتے نہ متابعت میں نہ ہی شاہد میں جس میں مشہور شیخ سے قلیل روایت غیر معروف شاگرد بیان کرے اور اس ہی وجہ سے ابن عدی نے شبیب کے بارے میں کہا:

وارجو ان لا یتعمد شبیب هذا الکذب. بلکہ محدثین بھی ایسا کرتے ابو زرعہ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن نافع عن ابیہ کے واسطہ سے ایک روایت کے بارے بتایا کہ جماعت حفاظ اسکو عبداللہ کی طرح بیان نہیں کرتی تو محدثین نے اس سے یہ ہی سمجھا کے ابو زرعہ یہاں عبداللہ کا ضعیف و سوء الحفظ ہو ناذکر کرتے ہیں.

قال البرذعی: "یعنی عبدالله بن نافع فی فعه هذلحدیث یستد علی سو حفظه ضعفه".

(ابوزرعہ وجھود ۲۵/۶۹۳، ۶۹۴.)

اسکے بعد یہ. ضرورت تو محسوس نہیں ہوتی کے روح کے روح کی متابعت میں پیش کی جانے والی روایت کا جائزہ لیا جائے کیونکہ ابن عدی تفرد تو شبیب کا ذکر کرتے ہیں نہ کے روح کا اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کے یہ

روایت شبیب کے ترجمہ میں بیان ہوئی ہے بالفرض ہشیم کو ہی متابع مان لیا جاوئے تب بھی اس میں نظر ہے کیونکہ ہشیم کبھی ابو سلام کو تابعی بتاتا ہے ور کبھی صحابی بتاتا ہے اور اس ہی طرح متن میں بھی اختلاف ہے دوسری بات یہ کے اس روایت میں ہشیم کا وہم ثابت ہو چکا ہے اسلئے اسکو متابعت میں ہر گز پیش نہیں کیا جاسکتا دیکھیں.(جامع التحصیل ص ٦٦، الاصابہ لابن حجر ج ۷ ص ۱۵۸ وفی ج ۴، وغیرہ).

دوسری روایت جو ابن عدی نے ذکر کی ہے وہ شبیب عن شعبہ ہے تو اس روایت کو شبیب نے کتاب سے ذکر کیا ہے لہذا اس روایت میں وہم نہیں کیونکہ شبیب کا متابع موجود ہے بلکہ متعرض کے بقول تو اس روایت کی سند ہی ضعیف ہے تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے.

تیسری روایت میں بھی وہ ہی مسئلہ کہ موصوف نے یہاں بھی سند میں غلطی کر دی اور عبد اللہ بن الحسن عن ام فاطمہ کو صحابی ذکر کر دیا حالانکہ حفاظ نے اسکو ام فاطمہ عن فاطمہ الکبری سے روایت کیا ہے اور اس طرح یہ روایت بھی منکر ہے اور اسکی کوئی متابعت نہیں.(ذخیرۃ الحفاظ ص ۱۴۴ رقم ۲۹۰).

متعرض کو بھی اسکی متابعت نہیں ملی:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن عدی کا نقد راوی اس پر صحیح ہے یہ ہی وجہ ہے کے محمود سعید ممدوح نے بھی تسلیم کیا کے زیادہ سے زیادہ اسکو "تعرف تنکر" کہے سکتے ہیں.(رفع المنارۃ ص ۱۰۶).

مزید یہ کے فتح الباری میں بھی حافظ نے اسکی مرویات لو حفاظ کی مخالت کی وجہ سے رد کر دیا کما تقدم ہم اس چیز کے منکر نہیں کے اسکی تمام روایت ہی رد کر دیں بلکہ اسکی متابعت والی روایت قبول بھی ہو گی جیسا کہ فتح الباری میں اور التلخیص ج ۱ ص ۷۴ پر ہے. یعنی منفرد روایت کو قرآئن پر رکھا جائے گا واللہ اعلم.

امام ابن عدی راوی کی تمام روایت جو منکر ہوتی ہیں ان میں سے چند ایک ذکر کر کے باقی کی طرف اشارہ لر دیتے ہیں متعرض کے بقول زیر بحث روایت اگر منکر تھی تو اسکو بیان کیوں نہ کیا تو عرض ہے امام۔ابن عدی تک جو روایت پہنچی ہو گی وہ مرفوع ہو گی یعنی عبد اللہ بن وہب اور احمد بن شبیب سے دو دو راویوں نے اسکو مرفوع روایت کیا ہے اور اس لہذ سے یہ کہنا مشکل نہیں کے وہ اسکو ہی شبیب سے راجح سمجھتے ہو گئے اس لئے اس روایت کو نقل نہیں کیا اور اگر دیکھا جائے امام ابن عدی نے تین روایات ذکر کی جن میں دو روایات تو وہ ہیں جن کی سند میں وہم ہوا ہے اور ہوا بھی خاص سند سے ہے، یعنی عبد اللہ بن وہب عن شبیب عن روح سے ہے، اگر متعرض کے ہی اصول سے دیکھا جائے تو انکے نزدیک اسی وجہ سے اسی سند میں خاص کلام ہے یعنی جو بھی روایت ابن وہب عن شبیب عن روح ہو گی وہ منکر ہو گی۔ابن عدی کی مزید تائید کے لئے شیخ انور شاہ راشدی صاحب کا مقالہ دیکھ لیں قاب غور بات یہ ہے ایک تو شبیب قلیل روایہ ہے اور اوپر سے اسکی روایات میں خطاء بھی تو یہ راوی ثقہ کیسے کیونکہ ۵ روایات تو ایسی ہیں جو کے نظر کے سامنے ہیں جن میں موصوف کو وہم ہوا ہے

فتدبر باقی اسکی دوسری مرویات میں موصوف کیسا ہے تو شیخ انور شاہ صاحب نے القول السدید میں ان کا جائزہ لیا ہے
یہ کہنا کہ علماء نے ابن عدی کہ جرح کا اعتبار نہیں کیا تو یہ بات ہی غلط ہے کیونکہ امام ابن دقیق نے انکی تائید کی
ہے موصوف پہلے امام علی کا قول نقل کرتے ہیں پھر ابن عدی کا قول نقل کر تائید کرتے ہیں:
" قلت: لقائل يقول: إذا ثبت توثيقه بقول علي بن المديني، فلتُعَدّ هذه تفردات ثقة. "
(الامام في معرفة أحاديث الأحكام ج١ص ٣٢٢).
یہ نقل کرنے کے بعد اپنی دوسری کتاب میں اس قول کی مزید تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں:
"وقد ذكرت في كتاب "الإمام في أحاديث الأحكام": أن لقائل أن يقول: إذا ثبت توثيقه بقول علي بن المديني، فلْتُعَدَّ هذه تفردات ثقة؛ أعني: الأحاديث التي قيل: إنها منكرة، التي رواها عنه ابن وهب"(شرح الإلمام ج٢ص ٤٣٧).
پس جناب امام ابن دقیق بھی کہتے ہیں کے ابن وہب کی شبیب سے مروی روایت منکر ہوتی ہے، ابوالولید الباجی نے بھی ابن عدی کے کلام کو نقل کر کے خاموشی اختیار کی:
"كَانَ شبيب الَّذِي يحدث عَنهُ ابن وهب غير شبيب الَّذِي يحدث عَنهُ ابْنه أَحْمد وَغَيره؛ لِأَن أَحَادِيثهم عَنهُ مُسْتَقِيمَة، وَأَحَادِيث ابن وهب مَنَا كِير"(التعديل و التجريح ج١ص ٣٣٧)
جن حضرات کے نزدیک کسی محدث کا کسی بات پر سکوت تائید ہے وہ اسکو بھی قبول کریں۔اس سے بھی ابن عدی کی تائید ہوتی ہے نیز علامہ ذہبی نے ابن عدی کے قول کو مختلف کتب میں نقل کیا لیکن کوئی تعاقب نہیں کیا بلکہ ابن عدی کے قول کے ہی. پیش نظر اسکو صدوق یغرب وغیرہ بتایا.
رہی بات ابن حجر کی کے انہوں نے مقدمہ میں ابن عدی کا تعاقب کیا ہے تو عرض ہے ابن حجر کا مکمل کلام یہ ہے:
"سعيد الحبطي أبو سعيد البصري وثقه بن المديني وأبو زرعة وأبو حاتم والنسائي والدارقطني والذهلي وقال بن عدي عنده نسخة عن يونس عن الزهري مستقيمة وروى عنه بن وهب أحاديث مناكير فكأنه لما قدم مصر حدث من حفظه فغلط وإذا حدث عنه ابنه أحمد فكأنه شبيب آخر لأنه يجود عنه قلت أخرج البخاري من رواية ابنه عن يونس أحاديث ولم يخرج من روايته عن غير يونس ولا من رواية بن وهب عنه شيئا وروى له النسائي وأبو داود في كتاب الناسخ والمنسوخ" (مقدمه فتح الباری).
اس عبارت سے تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ ابن حجر یہں یہاں ابن عدی کی تائید کرتے ہیں شبیب پر طعن کو قائم ہی رکھا ہے اور تقریب میں کہتے ہیں.
"لا بأس بحديثه من رواية ابنه أحمد عنه، لا من رواية ابن وهب "
یعنی احمد کی روایت شبیب سے لا باس بہ ہے ابن وہب کی نہیں.
بعض نے اسکے ترجمہ میں کہا کے ابن وہب اور احمد کی روایت شبیب سے لا باس بہ ہے جو کے غلط ہے تقریب

کے الفاظ سے یہ وہم ہوتا ہے کے یہ مطلق احمد عن شبیب کی توثیق ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں یہ وہم ہے بلکہ خود حافظ نے مقدمہ میں اسکی تشریح کی ہے اور بتایا کے احمد عن شبیب عن یونس مقید ہے:

قلت: أخرج البخاري من رواية ابنه عنه عن يونس أحاديث، ولم يخرج من روايته عن غير يونس، ولا من رواية ابن وهب عنه شيئًا"

تو اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ابن عدی کا نقد صحیح ہے ابن حجر نے بھی اسکی تائید کی ہے مزید تسلی کے لئے عرض ہے فتح الباری میں متعدد مقامات پر اسکے روایات پر کلام کیا اور اسکی روایات کو رد کر دیا.

مثلا امام بخاری نے مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں ولید بن عقبہ پر شراب کی حد لگانے کی روایت لائے جس میں ہیں کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حدود اللہ کے پابند تھے اور اس روایت میں اسی کوڑوں کا ذکر ہے اور پھر باب ہجرہ الحبشہ میں روایت ذکر کی اور اس میں ۴۰ چالیس کوڑوں کا ذکر ہے اس پر حافظ ابن حجر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کے یہ ہی روایت صحیح ہے اور اسی کوڑوں کا ذکر کرنا شبیب کا وہم ہے.(فتح الباری ج ۷ ص ۵۷.)

یاد رہے کہ یہ سند بھی احمد عن شبیب عن یونس سے ہی ہے ابن حجر کے الفاظ ہیں:

"إِقَامَةَ الْحَدِّ عَلَى الْوَلِيدِ وَقَدْ ذَكَرْنَا عُذْرَهُ فِي ذَلِكَ قَوْلُهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَ فِي رِوَايَةِ الْكُشْمِيهَنِيِّ أَنْ يَجْلِدَهُ قَوْلُهُ فَجَلَدَهُ ثَمَانِينَ فِي رِوَايَةِ مَعْمَرٍ فَجَلَدَ الْوَلِيدَ أَرْبَعِينَ جَلْدَةً وَهَذِهِ الرِّوَايَةُ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ يُونُسَ وَالْوَهَمُ فِيهِ مِنَ الرَّاوِي عَنْهُ شُبَيْبُ بْنُ سَعِيدٍ"

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری نے شبیب کے حفظ کی غلطی پر اشارہ کیا اور حافظ نے واضح الفاظ میں ان الفاظ کی تشریح کر دی اور امام بخاری امام علی کے خاص شاگرد ہیں اس ہی طرح ابن حجر نے فتح الباری میں ج ص ۵، ج ص ۴۵۔ پر بھی شبیب عن یونس کی روایات پر کلام کیا جس میں شبیب کو ہم تھا اور جس سے واضح ہوتا ہے کے ابن حجر نے طعن کو قائم ہی رکھا ہے رہی بات یہ کے لسان میں حافظ نے اسکی توثیق کو راجح بتایا ہے تو عرض ہے اس میں کو تعارض نہیں کیونکہ محدثین کبھی ثقہ وغیرہ کے الفاظ سے راوی کی دیانتدای اور سچائی کی تصدیق کرتے ہیں تفصیل دیکھیں التنکیل میں۔ نیز اس پر مزید تبصرہ شیخ انور شاہ صاحب کے مقالہ میں مل جائے گا.

قول علی بن مدینی:- امام علی بن مدینی شبیب بن سعید کے بارے کہتے ہیں:

"ثقة، كان من أصحاب يونس بن يزيد، كان يختلف في تجارة إلى مصر، و كتابه كتاب صحيح وقد كتبتها عن ابنه أحمد"

اس قول سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ شبیب ثقہ ہے جب وہ کتاب سے روایت کرے اسکا مطلب یہ نہیں کہ کتاب کے بغیر ثقہ ہے کیونکہ ہر محدث کی اپنی کوئی نہ کو خاص اصطلاح ہوتی ہے اور بعض اوقات محدثین ایسا بھی کرتے ہیں امام علی کے دوسرے قول سے اس کی وضاحت ہوتی ہے امام علی حفص بن غیاث کے بارے میں

کہتے ہیں ثبت ہے ان سے سوال ہوا کہ "انہ یھم "تو آپ کہتے ہیں "کتاب صحیح "
(شرح العلل ابن رجب ج۲ص ۵۹۴.)
تو اس قول سے معلوم ہو گیا کہ امام علی کی مراد ایسے الفاظ سے کیا ہوتی ہے اس بات کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ امام ابن رجب نے شرح العلل میں شبیب بن سعید کو ان راویوں میں نقل کیا جنکے بارے آپ نے کہا:
"قوم ثقات لھم کتاب صحیح وفی حفظھم بعض شیء"
اور پہلے ابن پہلے ابن رجب نے امام علی کا قول نقل کیا پھر ابن عدی کے قول سے اسکی تشریح کی اور دیکھیں شرح العلل ج ص ۵۴۔ مزید تفصیل شیخ انور شاہ صاحب کے مقالہ میں مل جائے گی.
تو ہم کہنا یہ چاہ رہے تھے کے جناب ایک تو اسکے حفظ پر کلام ہے دوسرا یہ کے شبیب تو خود متردد ہے اس روایت کو بیان کرنے میں جیسا کے گزر چکا تو جو روایے متابعت کے ساتھ ہو گی وہ قبول جو نہیں وہ مردود ہو گی.
امام طبرانی نے بھی بتایا کے اس قصہ کو ذکر کرنے میں شبیب کا تفرد ہے کما فی معجم الصغیر.
اس سے معلوم ہوتا ہے کے شبیب اسکو بیان کرنے میں متردد تھا جیسا کے ابن وہب اور احمد کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کے جب کتاب سے روایت کرتا تو صحیح کرتا جب بغیر کتاب کے کرتا تو خطاء کرتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کے روح بن القاسم نے تو اسکو صحیح ضبط کیا تھا غلطی یہاں شبیب کی ہے دوسری بات اسکے متن میں نکارت شدید ہے کما تقدم نیز اسکے متن میں اور بھی نکارت ہے وہ شاہ صاحب نے اپنے مقالہ میں بیان کر دیا ہے.
تو مختصر یہ کہ :

۱. متن میں نکارت ہے. ۲. حفاظ کی مخالفت ہے. ۳. شبیب کا تفرد ہے. ۴. شبیب خود بھی وہم کا شکار ہے.

لھذا اسکی بیان کردہ روایت قبول نہیں.
ایک اعتراض یہ آتا ہے کہ شبیب کی زیادت ہے اور زیادت ثقہ قبول ہوتی ہے.
تو عرض ہے کے پہلی بات تو یہ ہے کے جناب شبیب تو اس میں متردد ہے زیادت کے لئے پکا ہوا لازم ہے دوسری بات زیادت ثقہ کو قبول ورد کرنے میں تفصیل ہے اسپر علماء نے لکھا ہوا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے شائقین حضرات توضیح الکلام، انکار حدیث کا نیا روپ، مقالات اثریہ وغیرہ دیکھیں.
لیکن یہاں چند ایک باتیں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں زیادت ثقہ میں محدثین کے ہاں کوئی پکا اصول نہیں ہے یہ سب سب قرائن کے پیش نظر کرتے ہیں ہم دیکھتے ہیں محدثین ثقہ ثبت راویوں کی روایات کو بھی قبول نہیں کرتے اسلئے یہ کہنا کے زیادت ثقہ قبول ہوتی ہے غلط بات ہے یہاں بھی شبیب کی روایت کو رد کرنے کے قرائن موجود ہیں.

۱. اول شبیب متکلم فیہ ہے اور اس نے غیر متکلم فیہ راویوں کے خلاف بیان دیا ہے.

۲. شبیب خو متردد ہے نیز حفاظ کی مخالفت.
۳. متن میں نکارت ہے.
۴. امام ابن تیمیہ نے اس روایت پر نقد کیا اور اسکو معلول بتایا یہ بھی قراینہ ہے کہ اس روایت کو رد کیا جائے.
بعض محدثین روایت کے مردود ہونے کے لئے یہ بھی قراینہ پیش کرتے ہیں کہ مشہور کتب احادیث کے مولفیں نے اس روایت کو نقل نہیں کیا لہذا قبول نہیں.(منہاج السنہ النبویہ ج۸ ص ۱۷۷.)
ایک جگہ حافظ ذہبی کہتے ہیں.
"تفر لثقه لمتقن یعد صحیحا غریبا تفر لصد من نه یعد منکر کثا لر من لا حایث لتی لا یو فق علیها لفظا سنا یصیر متر لحدیث".(میزان ج۳ ص ۱۴۱.).
یعنی گر ثقہ متقن. حافظہ والا راوی کسی روایت میں منفرد ہو تو اسکی روایت صحیح غریب ہو گی اور گر صدوق یا اس سے کمتر راوی کسی روایت میں منفرد ہو تو اسکی روایت منکر شمار ہو گی اور۔ جب کوئی راوی بکثرت ایسی روایات بیان کرنے لگے جسکی لفظی یا معنوی متابعت نہ ملے تو ایسا راوی متروک ہو گا.
توان باتوں سے معلوم ہوا کہ شبیب بن سعید کی زیادت قبول نہیں یہ بھی تو حسن الحدیث راوی ہے.

تصحیح امام طبرانی -:

اعتراض یہ ہے کہ امام طبرانی نے قصہ موقوف قصہ زیادت کی تصحیح کی ہے اور اس زیادت کو قبول کیا ہے اس کا جواب یہ کہ امام طبرانی نے قصہ موقوف کیا. تصحیح ہر گز نہیں کی اسکی تفصیل ملاحظہ فرمائیں.
"لم يروه، عن روح بن القاسم إلا شبيب بن سعيد أبو سعيد المكي وهو ثقة وهو الذي يحدث، عن بن أحمد بن شبيب، عن أبيه، عن يونس بن يزيد الأبلي. وقد روى هذا الحديث شعبة، عن أبي جعفر الخطمي وإسمه عمير بن يزيد، وهو ثقة تفرد به عثمان بن عمر بن فارس، عن شعبة، والحديث صحيح"
۱. امام طبرانی کہ کلام کا سیاق وسباق دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصہ موقوف کی تصحیح نہیں کرتے.
۲. امام صاحب کے سیاق وسباق کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں سند میں موجود راوی کا تعین کرنا چاہتے ہیں.
علماء میں اختلاف تھا کہ اس سند میں موجود راوی ابو جعفر کون ہے. امام طبرانی نے بھی اسکا تعین کیا۔ انڈیا کے ایک عالم جناب مقصود الحسن فیضی ابو کلیم صاحب نے "حقیقت وسیلہ" کے نام سے کتاب لکھی اس میں لکھتے ہیں:
"امام ترمذی نے اسکو ابو جعفر الرازی قرار دیا، حاشیہ میں کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سنن کے نسخے میں اختلاف ہے بعض میں انہیں الخطمی کہا گیا ہے" (حقیقت وسیلہ ص ۱۱۰.)
شیخ الاسلام نے قاعدہ الجلیلہ میں امام ترمذی سے ابو جعفر غیر الخطمی نقل کیا ہے۔ یعنی ابو جعفر رازی ترمذی الطبعہ الھندیہ ج ص. اور تحفہ الاحوذی/۴ میں ابو جعفر غیر الخطمی ہی ہے اور جو نسخہ تحفہ الاحوذی کا

ابراہیم عطوۃ عوض کی تحقیق سے شائع ہوا ہے اس میں ہے:

"هذا حديث حسن صحيح غريب الا من هذا الوجه من حديث ابی جعفر وهو الخطمی"

اور اس ہی طرح عارضہ الاحوذی / میں ہے یعنی "غیر" ساقط ہے. ربیع بن ہادی المدخلی کی تحقیق سے جو قاعدہ الجلیلہ شائع ہوئی ہے اس میں شیخ کہتے ہیں امام ابن تیمیہ کی بات نص ہے کہ یہ غیر خطمی ہے. اور باقی جو ابراہیم اور عارضہ الاحوذی میں غیر کا لفظ ہے وہ ساقط ہے. انتھی.

یعنی شیخ ربیع غیر الخمطمی کو صحیح سمجھتے ہیں محدث سہسوانی کہتے ہیں کہ اگر یہ الرازی ہے تو ضعیف اور اگر یہ المدینی ہے تو مجہول ہے. (صیانہ الانسان ص ۱۳۰).

مولانا عبید اللہ الرحمن مبارکپوری صاحب نے حافظ ابن حجر کا رجحان بھی الرازی کیطرف بتایا ہے.

(مرعاۃ المفاتیح ج٦ص ۵ط لاہور)

(وفی نسخہ ج۸ ص ۲۶۸ ط مکتبہ الرحمن السلفیہ, صیانہ الانسان, السنن والمتدعات ص ۱۲۵.)

ابو کلیم صاحب اسکو الرازی کہتے ہیں اور امام ترمذی کے نزدیک بھی الرازی عیسی بن ماہان کا ہونا بتاتے ہیں اور اسکو ہی رضح کہتے ہیں مولانا عبید الرحمن اس سلسلہ میں توقف کو بہتر کہتے ہیں.

(مرعاۃ ج٦ ص ۱٦۱ وفی ج۸ ص ۲۷۱ حدیث ۵۲۱۹، حقیقت وسیلہ)

علامہ ابن تیمیہ اور علامہ البانی اسکو الخطمی کہتے ہیں اور یہ ہی راجح ہے اس میں اختلاف کی وجہ ذکر کرتے ہوئے ابو کلیم صاحب کہتے ہیں کے ایک طبقہ میں ایک نام کے دو. راوی موجود ہیں بعض میں کنیت موجود ہے اور بعض میں نہیں اس لئے اختلاف ہوا ہے انتھی, اس ہی لئے امام طبرانی بھی اس کا تعین کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اس کا تعین کیا ہے.

"حدثنا: طاهر بن عيسى بن قيرس المصري التميمي، حدثنا: أصبغ بن الفرج، حدثنا: عبد الله بن وهب، عن شبيب بن سعيد المكي، عن روح بن القاسم، عن أبي جعفر الخطمي المدني، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، عن عمه عثمان بن حنيف... لم يروه، عن روح بن القاسم إلا شبيب بن سعيد أبو سعيد المكي وهو ثقة وهو الذي يحدث، عن بن أحمد بن شبيب، عن أبيه، عن يونس بن يزيد الأبلي. وقد روى هذا الحديث شعبة، عن أبي جعفر الخطمي وإسمه عمير بن يزيد، وهو ثقة تفرد به عثمان بن عمر بن فارس، عن شعبة، والحديث صحيح"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے انہوں نے پہلے راوی کا تعین کیا جس میں صراحت کے ساتھ الخطمی موجود ہے پھر امام طبرانی نے شعبہ کا ذکر کیا کہ وہ ابو جعفر کہتے ہیں (ترمذی میں صرف ابو جعفر ہے) اور اس کے نام لینے میں یعنی ابو جعفر کہنے میں عثمان منفرد ہے اور ابو جعفر وھو ابو جعفر الخطمی ہے اسکا نام عمیر بن یزید ہے جو ثقہ ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

یعنی وہ شعبہ کے طرق میں موجود راوی کا تعین روح کی روایت سے کرتے ہیں پھر۔ شعبہ کے طریق میں موجود ابو جعفر کو ثقہ بتا کر انکے طریق کو صحیح کہتے ہیں اور یہ ہی صحیح ہمارے نزدیک صحیح ہے واللہ اعلم.

شیخ مبارکپوری صاحب کہتے ہیں "والحدیث صحیح" کا مطلب قصہ موقوف (اضافہ والی روایت) والی روایت صحیح ہے نہیں بلکہ امام شعبہ کے طرق کی تصحیح ہے. (فتاوی ج۱ص ۴۵ نیز کشف المتواری ص ۳۳.)

۳. معجم الصغیر میں جو. روایت امام صاحب نے نقل کی ہے وہ ابن وہب کے طریق سے مروی ہے ابن وہب عن شبیب کے بارے کلام معروف ہے نیز امام صاحب کو بھی اسکا علم تھا اس ہی لئے امام طبرانی اسکو معجم الصغیر، جو کے راویوں کے حدیث میں تفرد کے لئے مختص ہے، میں ابن وہب کے طرق سے روایت کو بیان کیا ابن وہب عن شبیب روایت منکر ہے تو امام طبرانی اسکی تصحیح کیسے کر سکتے ہیں. لہذا یہ بات صحیح نہیں کہ امام صاحب قصہ موقوف کی تصحیح کرنا چاہتے ہیں. گر کوئی کہے کے جب امام طبرانی تو شبیب کو ثقہ کہتے ہیں لہذا تصحیح بھی اسکے طرق کی ہی ہے تو جواب یہ ہے کے رواتہ کی توثیق سے متن کا صحیح ہونا اور متن کی تصحیح کرنا مستلزم نہیں امام ہیثمی مجمع الزوائد میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں.

(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۸۹) پر قصہ زیادت قصہ موقوف کو ذکر کر کے کہتے ہیں.

"قلت لترمذبن ماجه طرفامن خر خالیاعن لقصه قدقالطبرنی عقبه لحدیث صحیح بعد کر طرقه لتی بها".

امام ہیثمی کہتے ہیں ترمذی وابن ماجہ رویاہ خالیا. عن القصہ پھر کہتے ہیں امام طبرانی نے اسکو حدیث صحیح بتایا بعد ان ذکر التی روی بھا یعنی ترمذی وابن ماجہ نے جو طرق ذکر کیے ہیں ان کو امام طبرانی نے صحیح بتایا ہے اور یہ معلوم ہے کہ ابن ماجہ و ترمذی میں جو روایت ذکر کی ہے وہ شعبہ کا طرق ہے ہے جو کے مرفوع ہے یہ بھی دلیل ہے کہ امام طبرانی نے تصحیح شعبہ کی ہے. واللہ اعلم.

قول امام ابن ابی حاتم-:

امام ابن ابی حاتم نے قصہ موقوف کو ہشام کی متابعت میں صحیح بتایا ہے اور راجح کہا ہے.

عرض ہے کہ یہ گزر چکا کے امام ابن ابی حاتم نے جس روایت کو راجح قرار دیا ہے وہ مرفوع روایت ہے جسکی تفصیل گزر چکی دوسری بات یہ کہ علماء میں اس سند کو لے کر بھی اختلاف تھا کہ کونسی سند صحیح و راجح ہے جس کو شعبہ عن ابو جعفر ذکر کرتا ہے.

امام ابو زرعہ سے سوال ہوا ان دونوں روایات کے متعلق تو ابا زرعہ نے بتایا کہ شعبہ کہ روایت صحیح ہے اور ہشام کی کوئی متابعت نہیں ہے تو اس پر ابن ابی حاتم تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہشام کا متابع موجود ہے یونس از عبداللہ ابن وہب از شبیب عن روح عن ابی جعفر عن ابی امامہ عن عمہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ یہ ہشام کا متابع ہے

اس کہ روایت بھی ہشام کی طرح ہے اور یہ دلیل ہے کہ ان کی روایت راجح ہے. (العلل ابن ابی حاتم ج ۲.)
یعنی ابوزرعہ نے ابو جعفر عن عمارۃ عن عثمان کو راجح بتایا اور ابن ابی حاتم نے ابو جعفر عن ابی امامہ عن عمہ عثمان کو راجح بتایا ہے. امام علی بن مدینی نے بھی روح عن ابی جعفر عن ابی امامہ عن عثمان کو ہی ترجیح دی ہے.
(الدعاء للطبرانی ج ۲ ص۔ ۱۲۹۰ رقم ۱۰۵۲ وسندہ صحیح)
مختصر یہ کہ شعبہ ابو جعفر کے استاد کا نام عمارۃ ذکر کرتے ہیں اور ہشام و روح ابو جعفر کے استاد کا نام ابی امامہ ذکر کرتے ہیں اور ابو زرعہ ترجیح دیتے ہیں شعبہ کو اور امام علی و ابن ابی حاتم ہشام کو ترجیح دیتے ہیں جو ابو جعفر کا نام ابی امامہ ذکر کرتے ہیں لیکن حماد بن سلمہ بھی شعبہ کے متابع ہے جو کے ابو جعفر کے استاد کا نام عمارہ ذکر کرتے ہیں. یہ دونوں ثقات وحفظہ میں روح وہشام سے زیادہ ہیں اس لئے بیان انکا معتبر ہو گا.
امام ابوالقاسم. الحنائی نے امام شعبہ کے طرق کو ہی راجح قرار دیا ہے:
"هَذَا حَدِيثٌ مَحْفُوظٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ حَبِيبِ بْنِ خُمَاشَةَ هَكَذَا قَالَ أحمد بن حنبل."
فقال هشام الدستوائي عن أبي جعفر الْخَطْمِيُّ فَسَمَّاهُ عُمَيْرَ بْنَ يَزِيدَ أَوْ يَزِيدَ بْنَ عُمَيْرٍ بِالشَّكِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْمَدِينِيِّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ هَكَذَا قَالَ فِيهِ شُعْبَةُ وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ شِهَابُ بْنُ مَعْمَرٍ الْعَوْفِيُّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ.
وَخَالَفَهُ فِي ذَلِكَ هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ وَرَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ فَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ يَزِيدَ بْنِ عُمَيْرٍ أَوْ عُمَيْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَمِّهِ.
وَهَكَذَا رَوَاهُ عَبْدُ الْمُتَعَالِ بْنُ طَالِبٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ عن أبي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عَمِّهِ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ. وَاللَّهُ أَعْلَمُ "
(فوائد الحنائي - الحنائيات ۱/ ۵۳۷)
اس کا حاصل یہ کہ ابوالقاسم الحنائی نے پہلے شعبہ کے طرق سے ابو جعفر کے شیخ کا نام عمارۃ ذکر کیا پھر ہشام الداستوئی سے بھی ابو جعفر کے استاد کا نام عمارۃ ذکر کیا پھر حماد سے بھی ابو جعفر کے استاد کا نام عمارۃ ذکر کیا اور اس کو ہی صحیح و محفوظ بتایا ہے راجح بتایا اسکے بعد کہتے ہیں ہشام و روح نے ابو جعفر کے شیخ کا نام ابی امامہ ذکر کیا ہے. ابوالقاسم نے جو روایت روح سے نقل کی ہے وہ عبد المتعال بن طالب سے مروی ہے جس میں قصہ موقوف نہیں اگر ہوتا تو متنبہ کرتے کما تقدم.
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہشام و روح کو ترجیح نہ دینے کی ایک وجہ ہشام کا ابو جعفر کے استاد کا نام عمارۃ اور کبھی ابی امامہ ذکر کرنا ہے.

امام دار قطنی نے بھی شعبہ و حماد کی روایت کو ترجیح دی ہے کہ یہ دونوں کی روایت معتبر ہے.
(تعلیقات الدار قطنی علی ابن حبان فی کتابہ المجروحین دراسہ نقدیہ از ھشام نبیل سعید العزاوی ص ۳۸۷)
حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ ابو جعفر کے استاد کے پاس دونوں استادوں سے یہ روایت موجو ہو گی.
"لعله عند بی جعفر لخطمی من لو جھین للہ علم".
(البدایہ والنھایہ ج ٦ ص ١٦٩، ١٧٠ ط دار الکتب العلمیہ)
یعنی اس بحث میں یہ. احتمال ہے کہ ابو جعفر کے پاس دونوں طرق سے روایت ہو گی یاد رہے یہاں متن کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ابو جعفر کے استاد کی بات ہو رہی ہے کہ دونوں نے ایک ہی روایت ذکر کی ہے جو کہ قصہ مر فوع ہے اور اس کو ہی حافظ ابن حجر راجح سمجھتے ہیں:
قال حافظ بعد ان اخرج الحدیث من طریق عمارۃ ابن خزیمہ عن عثمان بن حنیفہ ورواہ الحاکم من طریق آخر عن عثمان بن عمر عن شعبہ عن ابی جعفر فی شیخہ فوافق شعبہ حماد بن سلمہ فی ان شیخ ابی جعفر فی الحدیث عمرۃ بن خزیمہ عن عثمان بن حنیف۔ وخالفھما ھشام الدستوائی فقال عن ابی جعفر عن۔ ابی امامہ عن عمہ عثمان۔ اخرجھما النسائی۔ ووافق۔ ھشام روح بن القاسم عن ابی جعفر۔ "
ویتجہ ان۔ یجمع بان لابی جعفر فیہ شیخین ویتایدبان فی روایہ۔ ابی امامہ زیادات لیست فی روایہ عمارۃ۔
ولفظ روایہ ابی امامہ اخرجہ الحاکم۔ عن الطبرانی وغیرھما فقال امامہ بن سھل بن حنیف عن عمہ، واللہ اعلم ".(شرح ابن علان ج ۴ ص ۳۰۲)
اس سے معلوم ہوا ایک تو ابو جعفر کے پاس دونوں شیوخ سے ایک ہی روایت تھی دوسری بات یہ کہ جو. روایت ابی امامہ سے آئی ہے. جس کا حافظ نے ذکر کیا. ہے وہ فقط مر فوع ہے. قصہ موقوف اس میں نہیں اسکی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حافظ نے کہا: " ولفظ ابی امام اخرجہ الحاکم ... " اور یہ معلوم ہے کہ حاکم نے ابوامامہ سے قصہ مر فوع فقط نقل کیا ہے موقوف ذکر نہیں کیا گر موقوف ہوتا تو حافظ اسپر تنبیہ کرتے بعض حضرات کو وہم ہوا کہ یہ مر فوع اور موقوف کو مقدسی نے مختصر بتایا ہے.(العدۃ الکرب للشدۃ ح ۲۹.)
حالانکہ ایسی بات نہیں ہے انہوں نے تو یہ کہہ ہے "رواہ الترمذی مختصرا ذکر الدعاء۔"
یعنی امام ترمذی نے دعا کو مختصر ذکر کیا ہے یہ نہیں کہا کہ ترمذی نے اس حدیث کو الدعاء میں مختصر نقل کیا ہے اگر ایسا ہوتا تو یوں کہتے: "رواہ الترمذی مختصرا فی الدعاء"
دوسری بات گر یہ مفصل و مختصر ہوتی تو ابن ابی حاتم وغیرہ اسکا ذکر کرتے حالانکہ کسی نے بھی یہ بات نہیں کہ.
فتدبر خلاصہ بحث یہ کہ:
اول متن میں شدید نکارت

دوم ضعف شبیب فی حفظہ و تفردبھا.

سوم شبیب کی حفظ کی مخالفت یعنی جنہوں نے شبیب والے طرق سے نقل کیا انہوں اس بیان کو نقل ہی نہیں کیا بلکہ احمد وابن وہب کے ہی بیان سے معلوم ہوتا ہے.

چہارم شبیب کا روایت کے متن کو بیان کرنے میں متردد ہونا.

(آراء ابن حجر الهيتمك الاعتقاديه لمحمد بن عبد العزيز الشايع ص ٢٦٥)

امام ابن تیمیہ کا اسکو معلول بتانا.

ان باتوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ قصہ موقوف حدیث الضریر بغیر اضافہ والی روایت متابعت میں قبول ہو گی اور دوسری منکر شمار ہو گی.

شبیب کو اس میں ہی وہم نہیں ہوا بلکہ اور بھی روایات ہیں جیسا کہ گزر چکا.

واللہ اعلم بالصواب۔

5/March/2020

(ابوالقاسم محمد عثمان ابن عبدالرشید)